سندھ ساگر انسٹیٹیوٹ کا عملی کام

محمد قاسم ولی اللہ تھیالوجیکل کالج اور اس کی شاخیں

مولانا عبید اللہ سندھی - اردو ترجمہ :۔ ثناء اللہ سومرو

دہلی کی جامعہ ملیہ میں بیت الحکمت قائم کرنے کے بعد ہم لاہور میں اس کی ایک شاخ کھولنے کے لیے مارچ ۱۹۴۴ء میں چند ہفتے آکر ٹھہرے ۔ لاہور کے نوجوان طبقے نے ہماری اسکیم سمجھنے کے بعد محمد قاسم ولی اللہ تھیالوجیکل کالج قائم کرنے کے لیے آمادگی ظاہر کی اور ہم نے نوجوانوں کی خاطر کالج کی اسکیم لکھ کر دے دی، جس کو انھوں نے شائع بھی کر دیا ہے ۔

ہمارا ارادہ ہے کہ ایسے کالج دہلی اور لاہور کے علاوہ سندھ میں بھی قائم کریں ۔ میں بیماری کی حالت میں جب سندھ کی جمعیت الطلبہ (کے جلسہ کی)صدارت کے لیے حیدرآباد آیا اور حیدرآباد میں کام سے فارغ ہو کر دارالرشاد پیر جھنڈے پہنچا، سندھ میں (ہمارے)جس قدر رفقا سندھ ساگر انسٹیٹیوٹ کے کارکن تھے ، انھوں نے جناب پیر ضیاء الدین شاہ (صاحب العلم)کو آمادہ کیا کہ وہ دارالرشاد (گوٹھ پیر جھنڈا)کی نئی عمارت میں " محمد قاسم ولی اللہ تھیالوجیکل کالج " " سندھ ساگر سوسائٹی " کے الحاق میں شروع کرنے کی اجازت دیں ۔چنانچہ ۲۴ ۔ اپریل ۱۹۴۴ء کو زیر صدارت پیر ضیاء الدین شاہ دارالرشاد کی عمارت میں جلسہ ہوا اور کالج کا افتتاح کیا گیا ۔ فی الحال تعلیم کے لیے مولوی بشیر احمد بی اے لودھیانوی کو لاہور سے بلوا کر کالج کا وائس پرنسپل اور کالج سے ملحق اسکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا ہے ۔

طریقہء تعلیم: اس کالج میں بنیادی طور پر شاہ ولی اللہ کی فلاسفی سکھائی جائے گی، جس کی نوعیت کے دو رنگ ہوں گے ۔

(۱) سلطان عالمگیر کے زمانے سے لے کر دہلی کے مفلوج ہونے تک جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان میں سے جتنی بھی مل سکیں گی، ان سب کے مطالعے کا طالبِ علم کو موقع دیا جائے گا

(۲) دہلی کے سقوط سے عربی اور فارسی زبانوں کا دور ختم ہوتا ہے ۔ مولانا محمد قاسم دہلی کی نئی زبان اردو میں ولی اللہی فلاسفی کو ترجمہ کر کے دیوبند کو مرکز بناتے ہیں، اس لیے تعلیم کے

دونوں رنگوں کو سمجھنے کے لیے مولانا محمد قاسم کی کتابیں یا شیخ الہند کی صحبت سے جو طریقہ معلوم ہوا ہے وہ طلبہ کو سکھایا جائے گا۔ اس کے ساتھ عربی اور انگریزی تعلیم کا بھی اعلیٰ پیمانے پر انتظام موجود ہوگا۔

اس کالج کی فلسفیانہ تعلیم کی بنیاد پر ہی ایک پولیٹیکل پارٹی بنے گی۔ جو مسلمانوں کی زندگی کی ترجمان رہے گی اور گاندھی ازم کے چکر سے نجات دلائے گی۔

گاندھی ازم اور برطانیہ: ہماری نظر میں گاندھی ازم اور کانگریس دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہم اس وقت گاندھی ازم کے تنگ دائرہ میں کام کرنے پر مجبور ہیں جس میں ہمارے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن برطانوی امپیریلزم کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کیوں کہ اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس کے اندر رہ کر ہم کام کر سکتے ہیں۔ یعنی جب بھی گاندھی ازم اور برٹش امپیریلزم کا مقابلہ ہوگا تو ہم برٹش کے ساتھ کام کریں گے، نہ کہ گاندھی ازم کے تابع ہو کر۔ ہم نے کابل میں اور کابل سے باہر انڈین نیشنل کانگریس کی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ ان خدمات سے ہم کبھی دست بردار نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا کانگریس میں گہری ولی اللہی فلاسفی کی بنا پر مستقل پروگرام چلائیں گے اور اس طرح انڈین نیشنل کانگریس کی برطانیہ سے مصالحت کرائی جائے گی۔ اس پروگرام کا مرکز ہم نے سندھ کو بنایا ہے۔ جہاں محمد قاسم ولی اللہ کالج اور اسکول قائم کر کے ایک سوسائٹی قائم کی جائے گی جو باقاعدہ کام کرتی رہے گی۔

ان درس گاہوں کے ذریعے طلبہ کو ہندوستان میں سات سو سال حکمرانی کے نتیجے کا پتا چل جائے گا۔ اس لیے ہم اس تحریک کو ہندوستانی مسلمانوں کی نیشنل (قومی) تحریک کہتے ہیں جس میں کوئی بھی ہندو یا عیسائی بے جھجک شریک ہو سکتا ہے۔

ہماری اس قومی تحریک کی درس گاہوں میں تعلیم کے ساتھ عملی کام بھی سکھایا جائے گا جیسے (۱) زراعت کا جدید طریقہ کار سکھانا، (۲) اسمبلی کے ذریعے کام چلانے کی تربیت اور بین الاقوامی تحریکوں میں اپنی ہستی کا ثبوت دینا۔

شمالی سندھ میں تحریک کی شاخیں: ہمارا خیال تھا کہ سندھ ساگر انسٹیٹیوٹ گوٹھ پیر جھنڈا کی چند شاخیں شمالی سندھ میں قائم کی جائیں، جس کا نام "سندھ ساگر اکاڈمی" رکھا جائے۔ مدت سے خواہش تھی کہ امروٹ تعلقہ گڑھی یاسین میں جو ہمارے مرشدوں کا مرکز ہے، سندھ ساگر اکاڈمی قائم کی جائے ۲۵۱۔ مئی ۱۹۴۴ء کو اس کام کے لیے وڈیرہ مستی خان کے پوتے وڈیرہ ہدایت اللہ خان دل نے ایک قطعہ زمین عطا کیا، جہاں امید ہے کہ سندھ ساگر

اسکول کھولا جائے گا اور اس اسکول کے ذریعے امروٹی جماعت ایک مرکز پر جمع ہو جائے گی۔ امید ہے کہ دارالسعادت گوروپھوڑ کے طلبہ اور قاسم العلوم تھریچانی کی تحریکیں بھی اس مرکز سے وابستہ ہو جائیں گی۔ اس اسکول کی زمین کو دو حصوں میں بانٹا جائے گا؛

(۱) لطف اللہ زرعی فارم اور (۲) محمد قاسم ولی اللہ اکاڈمی

اس کام میں ہمارے بہت سے رفقا ہم خیال ہیں، جن میں سے مولانا دین محمد صاحب وفائی عملی طور پر کام میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ یقیناً یہ تحریک ملک و ملت کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔

جامعہ ملیہ دہلی: ہم بیمار ہیں اور عمر رسیدہ بھی مگر میری موت سے یہ تحریک مر نہیں جائے گی۔ جامعہ ملیہ دہلی میں بیت الحکمت قائم کر کے وہاں تعلیم کا جو کام ہم نے شروع کر دیا ہے، ہمارا ارادہ ہے کہ سندھی طلبہ کے لیے جامعہ ملیہ میں بورڈنگ ہاؤس بھی قائم کیا جائے، جہاں سندھی نوجوان تعلیم حاصل کر کے سندھ میں اعلیٰ پیمانے پر کام کرتے رہیں۔ جامعہ میں فقط ابتدائی تعلیم دلائی جائے گی۔ جامعہ جیسی تعلیم کہیں بھی نہیں دی جاتی۔ اگر سندھ کے امرا کے بچے جامعہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لیے گئے تو وہ بہترین طلبہ ثابت ہوں گے۔

ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ اس بیماری کی حالت میں سندھ کا سفر نوجوان عربی طلبہ کے جلسے کی صدارت کے لیے کیا گیا ہے۔ حال ہی میں ہم دارالسعادت میں رہ کر طلبہ کو ہدایات دے کر آئے ہیں۔ یہ جماعت ہمارے مقاصد سے متفق ہے۔ لہٰذا بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کے کاموں میں رکاوٹیں نہ ڈالیں، اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو ان کو فراخدلی سے معاف کریں۔ سندھ کے نوجوان طلبہ میں پوری استعداد موجود ہے جس پر زنگ لگ گیا ہے۔ اس کو چمکانے کے لیے کوشش کی جائے۔ واللہ المستعان

(ماہنامہ "توحید" کراچی، جون ۱۹۴۴ء)